ڈاکٹر نازیہ یونس
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

کلامِ غالب اور "رقصِ شرر" کی شاعری

Dr. Nazia Younis
Assistant Professor Urdu Department, National University of Modern Languages, Islamabad.

The Poetry of Ghalib and “Raqs-e-Sharar”

Shaukat Mahmood Shaukat (Nov 03, 1967) is a renowned poet, critic and researcher. He wrote more than half dozen books related to poetry and research. “Raqs-e-Sharar” is one of his valuable poetry books. It is amazing to view some glimpses of the style and the thoughts of Ghalib in the different verses of “Raqs-e-Sharar”. In this article, comparison of both the poets has been carried out through examples and illustrations, which are taken by their poet.

Keywords: *Ghalib, Shaukat, Poetry, Raqs-e-Sharar, Style, Thoughts, Verses and Examples.*

"رقصِ شرر"، شوکت محمود شوکتؔ (پ: ۳ نومبر، ۱۹۶۷ء) کا وہ شعری مجموعہ ہے جو، ۲۰۱۴ء میں منصہِ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ یہ شعری مجموعہ پہلی نظر ہی میں، قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتا ہے۔ جب کہ اس کے اندر مشمولہ بیشتر شاعری صنائع بدائع اور علم البیان کا مرقع ہے، یہی وجہ ہے کہ جی سی یونی ورسٹی، لاہور نے اپنے ایک طالب علم سے ۲۰۱۷ء میں اس شعری مجموعے پر ایم اے اردو کا مقالہ لکھوایا۔ اس شعری مجموعے کا سرنامہ ہی صرف غالبؔ کے درج ذیل شعر پر نہیں رکھا گیا:

"یک نظر بیش نہیں، فرصتِ ہستی غافل
گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہونے تک"(۱)

بلکہ "رقصِ شرر" کی اکثر شاعری غالبؔ کے افکار و خیالات سے مماثل اور غالبؔ کا اسلوب لیے نظر آتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غالبؔ کی کئی تراکیب کو شعرا اور ادبا نے اپنی اپنی تخلیقات کا سرنامہ بنایا ہے، تاہم

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"رقصِ شرر" کی ترکیب جہاں شوکت محمود شوکؔت کے شعری مجموعے کا عنوان ہے وہاں عالم گیر شہرت یافتہ جرمن خاتوں اور ماہرِ اقبالیات و غالبیات پروفیسر ان میری شمل کی ایک کتاب کا عنوان بھی "رقصِ شرر" ہی ہے۔

شوکت محمود شوکؔت، اسد اللہ خاں غالؔب اور علامہ محمد اقبالؒ کو اپنا روحانی مرشد مانتے ہیں۔ اس لیے ان مذکورہ دونوں، مستند، معتبر اور عالم گیر شہرت یافتہ شعرا کا تذکرہ بہ صد عقیدت و احترام اکثر کرتے رہتے ہیں۔ جب انہوں نے ۱۹۹۸ءمیں جامعہ کراچی میں ایم فل / پی ایچ ڈی (اردو) میں داخلہ لیا، تب ان کا موضوعِ تحقیق "انیسویں صدی کی مزاح نگاری میں غالؔب کا مقام"(۲) تھا مگر، چند نامساعد حالات کے پیشِ نظر انہوں نے اس کارِ تحقیق کو ادھورا چھوڑا اور کراچی کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ کر اپنے آبائی گاؤں "چھب" (اٹک) کے لیے عازم سفر ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

> "دیوانِ غالؔب اور علامہ محمد اقبالؒ کی کتب میں سے خصوصاً 'زبورِ عجم'، ہر وقت میرے سرہانے تلے پڑی رہتی ہے۔"(۳)

بدیں وجہ جب ہم "رقصِ شرر" کا مطالعہ کرتے ہیں تو حمد و نعوت اور مناقب کے بعد جس پہلی نظم سے نظر آشنائی ہوتی ہے، اس کا عنوان ہے "نذرِ غالؔب"۔ یہ نظم غالؔب کی زمیں میں کہی گئی ہے۔ جس کے کُل پانچ اشعار ہیں، اس کے پہلے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

"مانا جنوں سرشت ہوں، جلوت رمیدہ ہوں
بے زار ہوں جہاں سے کہ مردم گزیدہ ہوں
گلزارِ زیست رو بہ تنزل ہے اور میں
محوِ تلاشِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں"(۴)

غالؔب کی زمین پر کہی گئی اس نظم، مشمولہ، "رقصِ شرر" سے قبل، اپنے پہلے شعری مجموعے، "زخمِ خنداں" میں بھی انہوں نے غالؔب کی ایک غزل پر تضمین لکھی ہے۔ اس تضمین کے دو بند ملاحظہ ہوں:

"اپنی قسمت میں خوش جمال کہاں
ہم میں ایسا کوئی کمال کہاں
ان کو سوچوں مری مجال کہاں
وہ فراق اور وہ وصال کہاں

وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں"

"غم زمانے کے اس قدر ہیں ملے
کب گریباں کے اپنے چاک سلے
اب یہ عالم ہے اپنا دوست مرے
فرصتِ کاروبارِ شوق کسے
ذوقِ نظارۂ جمال کہاں"(۵)

فی زمانہ، جہاں شعرا غزل سے آزاد نظم اور آزاد نظم سے نثری نظم کی طرف زیادہ راغب ہیں۔ وہاں شوکت، قدیم استادانہ روش پر چل کر تضمین لکھتے ہیں۔ یہ واقعی ہنر مندی اور قادر الکلامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ غالب سے ان کے حیرت انگیز عشق نے، ان کے اندر بھی غالبیانہ عناصر اور اسد اللہی کے اوصاف پیدا کیے ہیں۔ ان کا بیشتر کلام انھی عناصر اور اوصاف سے مملو نظر آتا ہے۔ غالب کی ایک مشہور غزل، کہ جس کا مطلع ہے :

"کیوں جل گیا نہ تابِ رخِ یار دیکھ کر
جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر"(۶)

اس زمین میں شوکت کی ایک غزل کا مطلع ملاحظہ کیجیے :

"چپ ہی رہا وہ کاکل ورخسار دیکھ کر
حیرت ہوئی ہے دل کو یوں بے زار دیکھ کر"(۷)

اس غزل کا مقطع ملاحظہ ہو جو آج کل کے حالات کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے:

"کیا کیجیے ایسے دور میں شوکت، کہ روز روز
بڑھتا فشارِ خون ہے اخبار دیکھ کر"(۸)

ان کے اولین شعری مجموعے "زخم خنداں" میں کہیں کہیں غالب اور علامہ محمد اقبالؒ کے اسلوب کا شائبہ بھی ہوتا ہے۔ مثلاً ان کا یہ شعر ملاحظہ ہو :

"کوئی اے کاش! سمجھائے مرے شاہین بچوں کو
زمیں تسخیر کرنے کو، نظر میں، آسماں رکھنا"(۹)

"شاہین" کا استعارہ، پشتو زبان کے مشہور شاعر خوشحال خان خٹکؒ کے کلام میں جا بہ جا ملتا ہے اور یہی استعارہ علامہ محمد اقبالؒ کے کلام میں بھی مستعمل ہے۔ تاہم، شوکت نے بھی اس استعارے کو خوب صورتی کے ساتھ اپنے کلامِ شعری میں برتا ہے۔ یہاں ایک بات قابلِ ذکر ہے کہ شوکت بھی خوشحال خان خٹک کی طرح "خٹک" قوم و قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ "خٹک" کا قبیلہ، پانچ ذیلی قبیلوں میں منقسم ہے۔ خوشحال خان خٹک کا تعلق "اکوڑہ" قبیلے سے تھا جب کہ شوکت کا تعلق "ساغری" قبیلے سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شوکت کہ والدِ گرامی، جو اپنے دور کے بہترین شاعر اور نثار تھے، وہ اپنی نثری تخلیقات میں اپنے نام امیر محمد خان کے ساتھ "ساغری" کا لاحقہ استعمال کرتے تھے جب کہ ابتدا میں اپنی شعری تخلیقات میں "اسیؔر" تخلص کرتے تھے۔ بعد ازاں انھوں نے شاعری میں بھی "اسیؔر" کی بجائے "ساغرؔی" کا تخلص استعمال کرنا شروع کر دیا اور تخلص "اسیر" کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دیا۔ ان کی ایک غزل کا مقطع ملاحظہ ہو، جس میں "ساغرؔی" کا تخلص برتا گیا ہے:

"قدرت کا ساغرؔی یہ دستور ہے ازل سے
جا کر بلندیوں پہ، گرتا ہے ہر زمانہ"(۱۰)

جہاں تک "رقصِ شرر" میں مشمولہ شاعری کا تعلق ہے تو اس کتاب کو چار حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ عقیدت، دوسرا حصہ منظومات، تیسرا حصہ غزلیات اور چوتھا حصہ متفرقات کے عناوین لیے ہوئے ہے۔ جب کہ انتساب "بنامِ خداوندِ متعال" ہے۔ حصہ دُوُم (منظومات) کے آغاز میں شوکؔت کی ایک فارسی غزل کا یہ شعر درج ہے:

"فگن روزے بہ طورِ قلبِ ناشادم تجلّٰی را
بیا، اے جلوہِ جاناں کہ من تابِ نظر دارم"(۱۱)

شوکؔت کے مذکورہ فارسی شعر کو پڑھتے ہی وادیِ تخیل و حریمِ قلب و ذہن میں غالؔب کا یہ شعر گونجنے لگتا ہے:

"گرنی تھی ہم پہ برق، تجلی نہ طور پر
دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر"(۱۲)

غالؔب اور شوکؔت کے کلام میں جا بہ جا فکری مماثلت تو ملتی ہے لیکن دونوں کا کمال یہ ہے کہ اظہار کے لیے ایسا انداز اور اسلوب اختیار کرتے ہیں جو ان دونوں کے کلام کو ممایزت کرتا ہے۔ اظہار و معیار کی خوبیاں دیکھنے کے لیے دونوں شعرا کے یہ اشعار دیکھیے:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

غالؔب: "نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے "(۱۳)

شوکؔت: "نکل کے باغِ جناں سے وقار کھو بیٹھے
نہ اس جہاں کے رہے ہم، نہ اس جہاں کے رہے "(۱۴)

انسانی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے توحید رکھی ہے۔ مذکوہ شعرا کے نہ صرف قلوب و اذہان میں رسوخ فی التوحید ہے بلکہ وہ توحید کا پرچار بھی برملا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ شرک کی نفی بھی بیانگ دُہل کرتے ہیں۔ اپنی وجدانی کیفیات کے اظہار کے ساتھ طاغوتی طاقتوں کی راہیں بھی مسدود کرتے ہیں۔

غالؔب: "ہم موحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں، اجزائے ایماں ہو گئیں "(۱۵)

شوکؔت: "جو سچ کہوں تو موحد وہ پھر کہاں کے رہے
حریم ذہن میں گر بت کئی گماں کے رہے "(۱۶)

انسان عموماً مشکلات و مصائب میں نہ صرف گھبراہٹ کا شکار ہوتا ہے بلکہ اکثر و بیشتر ان مصائب کی سختیوں اور صعوبتوں کی وجہ سے شکست کھا کر بے بس و بے چار ہو جاتا ہے، تاہم غالؔب اور شوکؔت ایسے کڑے وقت میں مصائب و آلام کا جرات و بہادری سے مقابلہ کرتے ہیں اور شکست تسلیم نہیں کرتے، بلکہ اپنے عزم صمیم کی بہ دولت غم والم کو شکست دیتے ہیں:

غالؔب "رنج سے خوگر ہو انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں "(۱۷)

شوکؔت: "جہاں بھر کے مصائب نہ کچھ بگاڑ سکے
بلا کے حوصلے اس قلبِ ناتواں کے رہے "(۱۸)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ملال و غم جب حد سے بڑھنے لگتا ہے تو پھر اس کا علاج انہیں دنیا کے کسی مسیحا کے پاس نہیں ملتا۔ ایسی صورت میں انہیں اجل اور موت میں کشش اور سکون مضمر دکھائی دیتا ہے اور دونوں دارِ فانی سے بقا کی جانب کوچ کو ترجیح دیتے ہیں۔

غالبؔ: "قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں"(۱۹)

شوکتؔ: "علاجِ دردِ دلِ مضمحل، اجل ٹھہری
کہ دلِ شکستہ مِرے چارہ ساز دیکھے گئے"(۲۰)

غالبؔ بھی راہِ سلوک کی تمام منازل طے کر کے خود کو ولی سمجھتے ہیں، جب کہ شوکتؔ کے ہاں بھی فقر و استغنا کا عروج دکھائی دیتا ہے۔ ذیل کے اشعار میں یہ تصور دیکھا جا سکتا ہے:

غالبؔ: "یہ مسائلِ تصوف، یہ ترا بیان، غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا"(۲۱)

شوکتؔ: "کبھی تو ہمارے بھی حق میں دعا کرو، شوکتؔ
سنا ہے تمہاری دعا سے قضا بھی ٹلتی ہے"(۲۲)
"دشت ویراں میں ہیں ہم گوشہ نشیں مدت سے
ہم فقیروں سے الجھنے کی ضرورت کیا ہے"(۲۳)

اردو شاعری کی روایت ہے کہ آسماں کو ظلم و ستم کی آماجگاہ سمجھا جاتا ہے۔ شعرا نے اکثر شکوہ کناں ہو کر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ قدرت کی جانب سے ہمارے ساتھ ہمارے مقام و منصب کے مطابق سلوک نہیں کیا جاتا۔

غالبؔ: "ہم کہاں کے دانا تھے، کس ہنر میں یکتا تھے
بے سبب ہوا، غالبؔ، دشمن آسماں اپنا(۲۴)

شوکتؔ: "آسماں آمادہِ جور و ستم دیکھا گیا ہے
جب ذرا دیکھا مجھے ہنستے ہوئے، گاتے ہوئے"(۲۵)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

دونوں شعرا کو اپنی فنی دسترس کا بہ خوبی احساس ہے، جس کا اظہار وہ جابہ جا کرتے ہیں۔ اردو شاعری میں شاعرانہ تعلی کی کئی مثالیں ملتی ہیں، تاہم ان دونوں کے ہاں اس ضمن میں ندرت و جدت کا اظہار ملتا ہے:

غالبؔ: "ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور"(۲۶)

شوکتؔ: "تراشوں حرف سے خوشبو کا پیکر
میں شاعر ہی نہیں اعجاز گر ہوں"(۲۷)
"شاعر ہی نہیں صرف وہ، ساحر بھی ہے ظالم
شوکتؔ سے ذرا کم ہی ملو گے، یہ کہا تھا"(۲۸)

انسان خطا کا پتلا ہے۔ اکثر و بیشتر اس سے دانستہ و نادانستہ خطائیں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ غالبؔ اور شوکتؔ جب ان خطاؤں پر گرفت ہوتے دیکھتے ہیں تو چونک جاتے ہیں اور اس کیفیت کا اظہار اس انداز میں کرتے ہیں:

غالبؔ: "پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پہ ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا"(۲۹)

شوکتؔ: "خطائیں مجھ سے دانستہ بھی ہوں گی
کہ آدم زاد ہوں، شوکتؔ، بشر ہوں"(۳۰)

غالبؔ اور شوکتؔ دونوں نے میرؔ کی شاعرانہ عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ دونوں شعرا میرؔ کے اندازِ اظہار کو اپنا شعار بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

غالبؔ: "ریختے کے تمہی استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا"(۳۱)

شوکتؔ: "بیعتِ میر پہلے کی شوکتؔ
شعر گوئی کو تب شعار کیا"(۳۲)

محولہ بالا تحقیق اس امر کی عکاس ہے کہ غالبؔ اور شوکتؔ کے کلام میں فکری مماثلت متعدد مقامات پر ملتی ہے۔ یہ شعرا شعر کے تمام رموز و اسرار سے بہ خوبی آگاہ ہیں، اس لیے ان کا ہر شعر ندرت کا حامل ہے۔ انسان کا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جنت سے نکالے جانا، توحید کا پرچار، شرک کا انکار، مشکلات میں استقلال، تصورِ حیات و ممات، اظہارِ فقر و ولایت، خدا سے شکوہ، شاعرانہ تعلی، انسانی بے بسی اور تحسین و تتبعِ میر غالب اور شوکت کے شعری کینوس پر فکری مماثلت کے ممیز پہلو ہیں۔

حوالہ جات

۱. مرزا اسد اللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۶۳۔

۲. رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر (مرتب)، جامعات میں اردو تحقیق، ہائر ایجوکیشن، اسلام آباد، ۲۰۰۸ء، ص ۶۰۔

۳. نازیہ یونس، (انٹرویو) از شوکت محمود شوکت، راول پنڈی، ۱۷ اگست ۲۰۲۱ء، دن دو بجے۔

۴. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۵۶۔

۵. شوکت محمود شوکت، زخمِ خنداں، ن والقلم، اٹک، ۲۰۰۳ء، ص ۳۶۔

۶. مرزا اسد اللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۴۹۔

۷. شوکت محمود شوکت، زخمِ خنداں، ن والقلم، اٹک، ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۷۔

۸. ایضاً، ص ۱۰۷۔

۹. شوکت محمود شوکت، زخمِ خنداں، ن والقلم، اٹک، ۲۰۰۳ء، ص ۴۳۔

۱۰. شوکت محمود شوکت، نگارشاتِ ساغری (مرتبہ)، اٹک سرمد اکادمی، اٹک، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۰۳۔

۱۱. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم، ادارہء مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص: ۵۴۔

۱۲. مرزا اسد اللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۴۹۔

۱۳. ایضاً، ص ۱۷۷۔

۱۴. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم، ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۸۵

۱۵. مرزا اسد اللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۹۰۔

۱۶. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم، ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۸۵۔

۱۷. مرزا اسداللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۹۰۔
۱۸. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۸۵۔
۱۹. مرزا اسداللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۹۴۔
۲۰. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۹۳۔
۲۱. مرزا اسداللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۱۹۔
۲۲. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۱۱۴۔
۲۳. ایضاً، ص ۱۵۷۔
۲۴. مرزا اسداللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۳۷۔
۲۵. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۱۰۳۔
۲۶. مرزا اسداللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۵۱۔
۲۷. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۱۲۳۔
۲۸. ایضاً، ص ۱۴۵۔
۲۹. مرزا اسداللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۳۱۔
۳۰. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۱۲۴۔
۳۱. مرزا اسداللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خان، پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۳۱۔
۳۲. شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، القلم ادارہ مطبوعات، اٹک، ۲۰۱۴ء، ص ۱۶۹۔